حکیم محمد سعید
(۱۹۲۰ء-۱۹۹۸ء)

نامور طبیب، ادیب اور سماجی و سیاسی شخصیت حکیم محمد سعید دہلی میں حکیم عبدالمجید کے گھر پیدا ہوئے۔ انھوں نے پانچ برس کی عمر میں ناظرہ قرآنِ پاک پڑھ لیا۔ سات برس کی عمر میں والدہ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کی اور نو برس کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کرلیا۔ بچپن ہی سے مطالعے کا شوق تھا۔ عربی، فارسی اور انگریزی سیکھی۔ ۱۹۳۹ء میں طبیہ کالج دہلی سے طب کی تعلیم مکمل کی۔ عملی زندگی کا آغاز ہمدرد دواخانے میں اپنے بڑے بھائی حکیم عبدالحمید کے ساتھ شمولیت سے کیا۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک دونوں بھائیوں نے ہمدرد کو ایشیا کا سب سے بڑا دوا ساز ادارہ بنا دیا۔ حکیم محمد سعید ۹۔ جنوری ۱۹۴۸ء کو ہجرت کرکے پاکستان آ گئے۔

پاکستان میں وہ ہمدرد لیبارٹریز (وقف) کے بانی اور مُنتظِم ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان طبّی ایسوسی ایشن اور پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۹۳ء-۱۹۹۴ء میں وہ صدرِ پاکستان کے طبّی مشیر اور گورنر سندھ کے عُہدوں پر بھی فائز رہے۔ حکیم محمد سعید ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو کراچی میں شہید کر دیے گئے۔ احمد ندیم قاسمی نے لکھا کہ یہ صرف ایک شخص کا نہیں، ایک طرح سے پاکستان کی شناخت کا قتل ہے۔

حکیم محمد سعید کی تحریروں میں خاصا تنوّع ہے۔ دینی، اخلاقی، طبّی اور صحتِ عامہ سے متعلق انھوں نے بہ کثرت مضامین لکھے۔ بچوں اور نوجوانوں کے لیے بھی ان کی بڑی دل چسپ تحریریں ملتی ہیں۔ انھیں دنیا کے مختلف ممالک میں بار بار جانے اور گھومنے پھرنے کا موقع ملا، چناں چہ اپنی سیّاحت کا حال انھوں نے مختلف سفرناموں میں قلم بند کیا۔

ان کی چند تصانیف یہ ہیں: اخلاقیاتِ نبوی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم، قرآن روشنی ہے، ذیابیطس نامہ، سائنس اور معاشرہ، قلب اور صحت، تعلیم و صحت، ارضِ قرآنِ حکیم، یورپ نامہ، جرمن نامہ، کوریا کہانی، سفرِ دمشق، ایک مسافر چار مُلک، جاپان کہانی، داستانِ امریکہ، داستانِ حج، داستانِ لندن، درونِ روس، سعید سیّاح اردن میں، سعید سیّاح تہران میں اور سعید سیّاح ترکی میں۔

اِستنبول

تدریسی مقاصد

۱۔ برادر اسلامی ملک تُرکی کے بارے میں طلبہ کی معلومات میں اضافہ کرنا۔
۲۔ ایشیا اور یورپ کے سنگم پر واقع تُرکی کے شہر استنبول کی عالمی اور تاریخی اہمیت اجاگر کرنا۔
۳۔ طلبہ کو حکیم محمد سعید کے طرزِ تحریر سے آگاہ کرنا۔
۴۔ طلبہ کو جغرافیائی، تاریخی، ثقافتی اور تہذیبی معلومات تحریر کرنے کے فن سے آشنا کرانا۔
۵۔ طلبہ کو سفرنامے کی خوبیوں سے واقفیت دلانا۔

اِستنبول ترکی کا ایک شہر ہے۔ استنبول کے شہر پر مسلمانوں کا پہلا حملہ ۶۷۲ء میں ہوا تھا، لیکن وہ سات سال تک محاصرے کے بعد ناکام واپس ہوئے۔ اس محاصرے کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اس میں جلیل القدر صحابی حضرت ابوایوب اَنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ① شریک تھے۔ اسی مہم کے دوران میں ان کا انتقال ہوا اور وہ استنبول ہی میں مدفون ہوئے۔

اِستنبول (قُسطُنطُنیہ) کی فتح، مُرادثانی ② کے بیٹے محمد ثانی کے لیے، جسے محمد فاتح ③ بھی کہا جاتا ہے، مُقدّر ہو چکی تھی۔ سلطان محمد فاتح نے ۱۴۵۲ء میں شہرِ استنبول پر پوری منصوبہ بندی کے ساتھ حملہ کیا۔ ۲۹۔ مئی ۱۴۵۳ء کو اِستنبول پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ سلطان فاتحانہ انداز سے شہر میں داخل ہوا اور سب سے پہلے اس نے ایاصوفیہ میں جمعے کی نماز پڑھی۔

جب مسلمانوں نے قُسطُنطُنیہ کو فتح کیا تو یہاں کے لوگ دُور نکل گئے۔ ان کا خیال تھا کہ جب فاتحین یہاں پہنچیں گے تو آسمان سے ایک فرشتہ اتر کر اُن کو واپس دھکیل دے گا۔ سلطان محمد فاتح گھوڑے سے اتر کر کلیسا کے اندر داخل ہوا اور اس نے وہیں نماز ادا کی۔

مسلمانوں نے اس میں بہت سی تعمیرات کا اضافہ کیا۔ دیواروں اور چھتوں کی پچی کاری پر سُرمئی قلعی کروا دی گئی۔ جن دیواروں پر بُت بنے ہوئے تھے، انھیں مُنہدم کروا کے نئی دیوار بنوا دی گئی۔ سلطان محمد نے ایک بلند مینار تعمیر کروایا۔ سلیم ثانی ④ نے شمال کی جانب دوسرا مینار بنوایا، مراد ثالث ⑤ نے باقی دو مینار اور مرمّت کا سارا کام مکمل کروایا۔ اس نے صدر دروازے کے پاس اندر کی طرف سنگِ جراحت کی دو بڑی بڑی نالیاں بنوائیں اور وہ دو بڑے چبوترے تعمیر کرائے، جن پر بیٹھ کر قرآنِ پاک کی تلاوت کی جاتی تھی۔

ایاصوفیہ کے برابر قبرستان ہی میں اکثر عثمانی حکمرانوں کے مزار واقع ہیں۔ سلطان مراد رابع ⑥ نے مسجد کی خالی دیواروں پر مشہور خطّاط مصطفیٰ چلپی سے بڑے بڑے سنہرے حروف میں آیاتِ قرآنی لکھوائیں۔ محمود اوّل ⑦ نے ۱۷۵۴ء میں

۱۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اولین میزبان بننے کا اعزاز اور شرف حاصل ہوا۔
۲۔ مراد ثانی عثمانیہ سلطنت کا ایک جلیل القدر بادشاہ تھا۔
۳۔ سلطان محمد فاتح (اصل نام محمد ثانی) کو یہ اعزاز و افتخار حاصل ہے کہ مسلمانوں کی صدیوں کی کوششوں کے بعد اس کے ہاتھوں قُسطُنطُنیہ فتح ہوا۔
۴تا۷۔ یہ سب عثمانیہ سلطنت کے اولوالعزم فرماں روا تھے جنھوں نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں ترکی کو مستحکم اور خوش حال بنانے کی مقدور بھر کوشش کی۔

وسیع چھت کا سلطانی راستہ، ایک خوب صورت فـــــوّارہ ، ایک مدرسہ اور شمال میں ایک وسیع دارُ الطّعام بنوایا، نیز مسجد میں ایک بیش قیمت کتب خانہ قائم کیا۔

سُلطان عبدالمجید کے عہد میں مسجد کے جن حصوں کے مُنہدم ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا، ان کی مرمّت کروائی گئی۔ مشہور خطّاط مصطفیٰ عزّت آفندی کی لکھی ہوئی آٹھ گول لوحیں بھی اسی عہد میں نصب کی گئیں۔

اِستنبول یا قُسطُنطُنیہ کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسے مساجد کا شہر کہا جاتا ہے، جہاں عثمانی عہد کا طرزِ تعمیر اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ یوں تو پورے شہر میں تقریباً پانچ سو مساجد ہیں لیکن اسلامی فنِ تعمیر کا اعلیٰ نمونہ سلیمانیہ مسجد ہے۔

دو تین سال پہلے مَیں ترکی حکومت کی دعوت پر آیا تھا۔ کویت میں قائم مرکزِ طبِّ اسلامی کے زیرِ اہتمام اِستنبول میں تیسری طبِّ اسلامی کانفرنس ہوئی تھی۔ ترکی کے میرے ایک دوست ڈاکٹر پروفیسر ڈوگوا باچی ہیں۔ وہ ترکی کی تمام یونی ورسٹیوں کے سربراہ ہیں۔ اِستنبول کانفرنس کا انھوں نے شان دار انتظام کیا تھا۔ ترکی کے وزیرِ اعظم جناب تُرگت اَوزال ہمارے میزبان تھے۔ ہم سب مندُوبین ان کے ساتھ سلیمانیہ میں نمازِ جمعہ ادا کرنے آئے تھے۔ تمام مندوبین کے لیے اوّل صف میں انتظام تھا۔ ہزارہا نمازی تھے۔ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ خطبۂ جمعہ آدھا عربی اور آدھا ترکی زبان میں تھا۔ جب نمازِ جمعہ ختم ہوئی تو اعلان کیا گیا کہ ’’مندُوبین کے لیے راستہ دے دیں۔‘‘

ذرا سا یہ اعلان ہوتے ہی منبر سے دروازے تک چار فیٹ کا راستہ بن گیا۔ نمازی دورویہ کھڑے ہو گئے۔ ایک انسان اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ہم سب مندُوبین نہایت اطمینان سے باہر آ گئے۔ یہ تنظیم کی بات ہے۔ تُرک اب دنیا کی ایک نہایت شائستہ اور منظّم قوم بن چکے ہیں۔ ان کا یہ ڈِسپلن ان کو دنیا کی بڑی قوم بنا رہا ہے۔

اس مسجد کی تعمیر سلطان سلیمان کے ایما پر فنِ تعمیر کے مشہور ماہر معمار جناب محترم سنان کے ہاتھوں ہوئی۔ اس کا سنگِ بنیاد ۱۵۵۰ء میں رکھا گیا اور ۱۵۵۷ء میں اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ یہ مسجد ترکی کی تمام مساجد سے مُمتاز ہے۔ اس مسجد کا گنبد بہت ہی دل نواز ہے، اس گنبد کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے پانچ اور گنبد ہیں، جو بالکل اس طرح محسوس ہوتے ہیں، جیسے تاروں کے درمیان چاند۔ اس مسجد کی کھڑکیوں پر بے انتہا نقش ونگار بنے ہوئے ہیں۔ یہ مسجد ترکوں کے فنِ تعمیر اور ان کی نفاست پسندی کا حَسین مُرقّع ہے۔

سلیمانیہ سے مُلحق ایک بڑا کتب خانہ ہے۔ یہاں مخطوطات کا سب سے بڑا ذخیرہ محفوظ ہے۔ اندازے کے مطابق ایک لاکھ قلمی کتابیں یہاں ہیں اور نہایت ترتیب وتنظیم سے رکھی ہوئی ہیں۔ جب مَیں اپنے رفیقوں کو باسفورس، گولڈن ہارن اور ایا صوفیہ

کی سیر کراتا ہوا یہاں سے سلیمانیہ میں لایا تو سب کی حیرت ومسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ہم سب نے یہاں اچھا خاصا وقت صرف کیا۔ اب یہاں سے ہم توپ کاپی سرائے چلے کہ ترکی میں یہ ایک نہایت اہم عجائب گھر ہے۔

ہم سب دوست، یعنی محترمہ خانم ڈسلوا، محترم ڈاکٹر محمد شعیب اختر، محترم ڈاکٹر عطاء الرحمان، محترم جناب ڈاکٹر ظفر اقبال توپ کاپی پہنچ گئے۔ یہاں آئے تو سیلانیوں (ٹورسٹوں) کا جمِ غفیر تھا۔ میرے دوستوں کو ناشتے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ توپ کاپی میں نہایت زوردار ناشتا کیا۔ مَیں نے بس جوس نوشِ جان کرلیا۔ ان دوستوں نے ترکش بند کی خوب تعریف کی۔ خیر جناب! جلدی، جلدی ناشتا کر کے ہم توپ کاپی سرائے میوزیم دیکھنے کو چل پڑے۔

اِستنبول کے عجائب خانوں میں توپ کاپی کی حیثیت شُہرہ آفاق ہے۔ یہاں رومی، بزنطینی اور عثمانی عہد کی ہزاروں لاکھوں قیمتی اشیا رکھی گئی ہیں، اس میں عثمانی سلاطین کے آثار، جواہرات، ملبُوسات اور دیگر اشیائے آرائش وتزئین کے علاوہ چینی، جاپانی، عربی اور یورپی عجائب بھی رکھے گئے ہیں۔

توپ کاپی میں آثارِ قدیمہ کے ایک عجائب گھر کے علاوہ فوجی عجائب خانہ بھی علیحدہ موجود ہے، جو''اوقاف'' کہلاتا ہے۔ اسلامی ترکی آرٹ، ادب اور نقاشی نیز مصوّری کے بھی حیرت انگیز نمونے موجود ہیں۔ اسلامی علوم وفنون اور ثقافت کو آگے بڑھانے میں سلاجقہ ترک، بالخصوص عُثمانی حکمرانوں کا کردار بہت نمایاں ہے۔ انھی کے علمی ذوق کی وجہ سے اِستنبول کا عجائب خانہ توپ کاپی، جہاں نوادِر اور آثارِ قدیمہ کا مشہورِ عالم مرکز بنا، وہاں علم وفن کے بیش بہا ذخیروں اور نادر کتابوں کا بھی مخزن بنا۔ نوادرِ کتب اور اہم مخطوطات کے الگ شعبے ہیں۔ بعض ایسی کتابیں بھی وہاں موجود ہیں کہ جن کا ایک ہی نسخہ دنیا میں موجود ہے اور وہ نسخہ توپ کاپی میں ہے۔

انگریزوں کے علمی ذوق کی مدح وستائش بہت کی جاتی ہے، مگر خود ولیم راجرز نے اپنی مشہور تصنیف توپ کاپی میں یہ گلہ کیا ہے کہ انگریزوں نے بہت سے مسلم اداروں اور خاص طور پر بیتُ الحکمت کا ذکر تو ضرور کیا ہے لیکن توپ کاپی کو نظر انداز کردیا، جہاں قدیم اسلامی عہد کی نادر ونایاب کتابیں بہ کثرت موجود ہیں اور مخطُوطات ومسوّدات کے لحاظ سے بھی دنیا کے عجائب خانے اور بہت سے میوزیم اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ تقریباً ہر علم وفن سے متعلق اہم کتابیں یہاں موجود ہیں۔

فنِ خطّاطی کے مظہر کی حیثیت سے قرآنِ کریم کی وہ آیات توپ کاپی میں موجود ہیں، جو مشہور خطّاطوں کی ہُنر مندی کے نمونے کی حیثیت سے عالمی شہرت رکھتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت وسوانحِ پُر نُسخ میں ایک اہم مخطُوطہ بھی توپ کاپی میں موجود ہے۔

اِستنبول آکر مسجد سلطان احمد کیسے نہ دیکھتے! ہمیں تو نمازِ ظہر بھی ادا کرنی تھی۔ یہاں سے ہم مسجد سلطان احمد آگئے۔

سلطان احمد، سلطان محمد ثالث کا بڑا لڑکا تھا، چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ نو عمری کے باوجود ایک پُختہ کار اور صاحبِ تدبّر بادشاہ تھا۔ سلطان احمد نے ۲۸ سال کی عمر میں ۲۲۔ نومبر ۱۶۱۷ء کو وفات پائی۔

یہ اس کی بنوائی ہوئی شان دار مسجد ہے، جو شاہی مساجد میں بہت ممتاز ہے اور قدیم زمانے میں وہی جامع مسجد تھی۔ آج جامع سلطان احمد اپنے چھے میناروں کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسے سلطان احمد نے اپنی وفات کے سال مکمل کیا۔ یہ شاہی مسجد، بہت سے مذہبی تہواروں کے منانے کی جگہ اور بہت سے درباری رسمی جلوسوں کا مرکز رہ چکی ہے۔ مسجد تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ یہاں سب نے وضو کیا۔ نمازِ ظہر اور نمازِ عصر ملا کر پڑھی۔ سیلانیوں کا یہاں بھی مجمع تھا اور خوب تھا۔ اب ہم اِستنبول کی سیر کے آخری مرحلے میں آ گئے تھے۔

مَیں ترکی جب بھی آتا ہوں، حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر ضرور آتا ہوں۔ آج بھی ہم پانچوں سوار آخر میں مزارِ اَقدس پر حاضر ہوئے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبۂ علم ایسا تھا کہ صحابۂ کرامؓ مسائل کی تحقیق میں ان ہی سے رُجوع کرتے تھے۔ حضرت ابوایوّب انصاریؓ کی شخصیت میں تین چیزیں نمایاں تھیں: جوشِ ایمانی، حق گوئی اور آنحضرت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بے کراں محبت وعقیدت۔ حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرتبہ ومقام یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میزبان رہے ہیں۔ جب آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے تو ہر شخص چاہتا تھا کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قیام اس کے یہاں ہو، لیکن کارکنانِ قضا وقدر نے اس شَرف کے لیے جس گھر کو دیکھا، وہ حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا کاشانہ تھا۔

نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت کی روشنی میں فتحِ قُسطُنطُنیہ کے لیے حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں، جیسا کہ ابتدا میں ہم ذکر کر چکے ہیں، قُسطُنطُنیہ پر فوج کشی ہوئی تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اس گروہ میں شریک تھے۔ سفرِ جہاد میں ایک وبا پھیل گئی۔ مجاہدین کی بڑی تعداد اس وبا کا شکار ہوئی۔ حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بھی علیل ہوئے۔ ان کا انتقال ہوا تو مسلمان مجاہدین نے انھیں رات کے وقت قُسطُنطُنیہ (استنبول) کی دیواروں کے نیچے دفن کر دیا۔ آج یہی مقبرہ دنیا کے مسلمانوں کے لیے مَرجعِ خیر و برکت بنا ہوا ہے۔ اب ہمیں اتا ترک ہوائی میدان جانا تھا۔ اپنا سامان لینا تھا۔ اَدَنا[1] جانے والے جہاز میں بیٹھنا تھا۔ مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ مَیں نے اپنے ان دوستوں کو آج آٹھ گھنٹے میں اِستنبول کی سیر کرا دی۔

(سعید سیّاح ترکی میں)

☆☆☆☆

۱۔ یہ ترکی کا نسبتاً ایک چھوٹا مگر تاریخی شہر ہے۔

مشق

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجیے:

(الف) اِستنبول پر مسلمانوں کے پہلے حملے کی خاص بات کیا ہے؟

(ب) ایاصوفیہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟مختصراً تحریر کیجیے۔

(ج) ترکی میں جمعۃ المبارک کا آدھا آدھا خطبہ کن دو زبانوں میں دیا گیا؟

(د) ''توپ کاپی'' میوزیم کا تعارف اپنے الفاظ میں کرائیے۔

(ہ) مصنف کے شریکِ سفر دوستوں کے نام تحریر کیجیے۔

۲۔ حوالۂ متن اور سیاق وسباق کے ساتھ درجِ ذیل پیراگراف کی تشریح کیجیے:

''توپ کاپی میں آثارِ قدیمہ کے.......................جن کا ایک ہی نسخہ دنیا میں موجود ہے۔''

۳۔ سبق ''اِستنبول'' کا متن مدِّنظر رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) سبق ''اِستنبول'' کس کی تحریر ہے؟

(i) اختر ریاض الدین (ii) حکیم محمد سعید
(iii) قدرت اللہ شہاب (iv) شفیع عقیل

(ب) مسجد سلیمانیہ کس نے تعمیر کرائی؟

(i) سلطان مراد (ii) سنان
(iii) سلیم ثانی (iv) سلطان عبدالحمید

(ج) ایاصوفیہ کے برابر کیا ہے؟

(i) عجائب گھر (ii) کتاب خانہ
(iii) قبرستان (iv) فوجی عجائب خانہ (اوقاف)

(د) مسلمانوں نے استنبول پر پہلا حملہ کب کیا؟

(i) ۶۷۲ء (ii) ۶۷۱ء
(iii) ۶۷۳ء (iv) ۶۷۷ء

(ہ) مسلمانوں نے اِستنبول کا محاصرہ کتنے سال بعد اُٹھایا؟

(i) پانچ (ii) سات
(iii) آٹھ (iv) نو

(و) اِستنبول کا فاتح کون ہے؟

(i) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ii) سلطان محمد فاتح

(iii) مرادثانی (iv) محمد ثانی

(ز) اِستنبول کو کس کا گھر کہا جاتا ہے؟

(i) عجائب گھروں کا (ii) مسجدوں کا

(iii) کتب خانوں کا (iv) مقبروں کا

(ح) مسجد سلیمانیہ کے ساتھ کُتب خانے میں کتنے قلمی نسخے ہیں؟

(i) تیس ہزار (ii) پچاس ہزار

(iii) ایک لاکھ (iv) ڈیڑھ لاکھ

۴۔ سبق ''اِستنبول'' کے متن کے مطابق کالم (الف) کے الفاظ کا ربط کالم (ب) کے الفاظ سے کریں:

کالم(الف)	کالم(ب)
دوسرا مینار	حضرت ابوایوب انصاریؓ
توپ کاپی	سلطان محمد فاتح
فاتح اِستنبول	سلیم ثانی
آٹھ لوحیں	ولیم راجرز
چھے مینار	مصطفیٰ عزت آفندی
تین نمایاں چیزیں	جامع سلطان احمد

۵۔ متن کی روشنی میں قوسین میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ منتخب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

(الف) سلطان محمد فاتح گھوڑے سے اتر کر............... میں داخل ہوا۔ (مسجد، غار، محل، کلیسا)

(ب) پورے شہر میں............... مساجد ہیں۔ (چار سو، پانچ سو، چھے سو، ایک ہزار)

(ج) ترکی کے وزیرِ اعظم جناب ترگت اوزال ہمارے............ تھے۔ (ہمراہ، میزبان، مہمان، مہربان)

(د) سلیمانیہ سے ملحق ایک بڑا............... ہے۔ (کتب خانہ، مدرسہ، کالج، عجائب گھر)

(ہ) جامع سلطان احمد اپنے............... میناروں کی وجہ سے مشہور ہے۔ (چار، چھے، آٹھ، دس)

۶۔ مندرجہ ذیل الفاظ وتراکیب کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے:

مُحاصرہ، جلیلُ القدر، مدفُون، سُرمئی، مُنہدِم، تنظیم، مخطُوطہ، مُسوّدہ، کاشانہ، قضاوقدر، مَربَع

۷۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں

۱۔ آپ کو استنبول کی جو بات سب سے زیادہ پسند آئی ہو، اُسے کاپی میں لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیں۔

۲۔ سبق میں مسجد سلیمانیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے ایک پیراگراف لکھیں۔

۳۔ طلبہ اپنے کسی سفر کے حالات اور تاثرات ومشاہدات مختصراً اپنی کاپی میں لکھیں اور اپنے استاد کو دکھائیں۔

اساتذہ کرام کے لیے

۱۔ طلبہ کو سفرنامے کی صنف کا بھرپور تعارف کرایا جائے کہ یہ ادب، جغرافیے اور تاریخ وغیرہ کا مجموعہ ہے اور اس میں معلومات کے ساتھ ساتھ حیرت اور تجسس کے عناصر بھی شامل ہوتے ہیں۔

۲۔ نقشے کی مدد سے طلبہ کو استنبول اور ترکی کا محلِ وقوع بتایا جائے۔

۳۔ ترکی اور پاکستان کے تعلقات کے بارے میں طلبہ کی معلومات میں اضافہ کیا جائے۔

۴۔ ترکی کے کسی اور سفرنامے کے کچھ حصے جماعت کے کمرے میں طلبہ کو سنائے جائیں۔